مولانا سید ابوالحسن (جناب ابّو صاحب) مجتہد طاب ثراہ

حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل

جناب مولانا سید ابوالحسن بن سید علی شاہ کشمیری، فقہ واصول کے مشاہیر علماء میں ہیں۔ آپ جمعہ کے دن ۱۷/ ربیع الاول ۱۲۶۰ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور ''خورشید علم'' تاریخ ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، اور والد بھی خاص توجہ سے عبادت وریاضت کی تربیت فرماتے تھے مثلاً جب نماز شب کیلئے بیدار ہوتے تو فرزند کو مطالعہ کے لئے اٹھاتے تھے۔ نماز تہجد سے فارغ ہوکر ایک سبق پڑھاتے تھے۔ نو سال کے تھے جب والد علام نے رحلت فرمائی۔ اس لئے دوسرے اساتذہ سے رجوع کی۔ چودہ سال کی عمر میں کمال علم کو پہنچے۔

عقائد وکلام کی مفصل کتاب عماد الاسلام جناب سلطان العلماء سید محمد صاحب اور فقہ واصول ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب سے پڑھی۔ دورانِ درس مطالعہ ذہانت اور قوت کا یہ عالم تھا کہ اکثر بحث میں دو دو دن صرف ہو جاتے اور اساتذہ کو تیاری کرنا پڑتی تھی۔

جوانی ہی سے زہد وتقویٰ میں بے مثال، تقریر ودرس ووعظ میں بااثر خطیب وفقہ واصول میں کئی استدلالی رسالوں کے مؤلف جن کی ممتاز العلماء نے بہت تعریف کی۔

مفتی محمد عباس صاحب بھی اپنے ان شاگردِ خاص پر نازاں تھے، آخر میں جب کلکتہ جانے لگے تھے تو لکھنؤ آکر خاص طور سے اپنے شاگردِ محترم سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے۔ سید ابو صاحب قبلہ مفتی صاحب کے پاس بیٹھتے تو لوگ بے حد احترام سے دونوں بزرگوں کو دیکھتے اور کہتے تھے کہ بڑی نورانی مجلس ہوتی ہے۔ بائیس سال کی عمر میں یہ عالم تھا جب جناب مفتی صاحب ''شریعت غرّا'' پر نظر ثانی کرنے بیٹھے تو بہت سے اہلِ علم کو شریکِ مشورہ فرمایا۔ جس کی نظر میں جو بات آتی وہ عرض کر دیتا، لیکن جناب ابو صاحب کا یہ دستور تھا کہ آپ تامل فرماتے اور جناب مفتی صاحب بلا استفسار وجہ تامل وہ عبارت قلم زد کرتے دیتے تھے۔

سنا ہے کہ قبل بلوغ آپ کے پاس چار سو روپیہ تھا، بعد بلوغ کسی نے قرض لے لیا اور واپس نہ دیا، لیکن بشدتِ ورع بعد بلوغ احتمالِ وجوب کی بناء پر ۱۲۸۳ھ حج فرمایا۔

ذی الحجہ کا مہینہ تھا، آپ مصروفِ درس تھے اور گھر کے ملازم سامانِ عزا اور استقبالِ محرم کا انتظام کر رہے تھے۔ آپ کی نظر کسی چیز پر پڑ گئی۔ چہرے کا رنگ بدل گیا اور یہ عالم ہوا جیسے کوئی چیز کھو گئی ہے۔ کسی نے سبب پوچھا تو

یہ نہیں فرمایا کہ امام حسینؑ کی یاد میں ایسا ہو رہا ہے۔ بلکہ فرمایا: ڈرتا ہوں کہ دل میں کوئی خیال، منافی اخلاق نہ آجائے۔

سیفؔ صارم میں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شدّت احتیاط سے شاید ہی کسی مسئلے پر دستخط فرماتے ہوں"۔ علاوہ صفاتِ حسنہ کے طلاب پر باپ سے زیادہ مہربان کسی کی غیبت اشارۃً وکنایۃً کوئی کرے تو فوراً روک دیتے تھے۔ غربائے مومنین کو حقیر نہ جانتے، حاجت مند کی سفارش کرنے میں عذر نہ کرتے تھے۔

ماہ مبارک وعید الفطر کے لئے الٰہ آباد تشریف لے جاتے تھے، وہاں جمعہ و جماعت وموعظہ فرماتے، جمعے کے بعد آپ کے یہاں مجلس ہوتی، مجلس میں عموماً اس قدر روتے کہ دیکھنے والوں کو رقت طاری ہوجاتی تھی۔ شبِ جمعہ امام باڑہ غفران مآبؒ میں فاتحہ خوانی کے لئے آتے اور طلباء کو بڑے شیریں الفاظ میں فاتحہ خوانی کی طرف توجہ دلاتے۔

انسانی صورت میں فرشتہ تھے۔ اخلاق واخلاص، ایمان وعملِ صالح، علم وفقاہت میں اولین واصحاب ائمہ کی مثال تھے۔

علامہ کنتوری لکھتے ہیں (سوانح علامہ) ۱۲۸۹ھ کے قریب مدرسۂ ایمانیہ کی بنیاد ڈالی لیکن وہ چند ماہ بعد بند ہوگیا تو آپ اس قدر کبیدہ خاطر ہوئے کہ ترک وطن وہجرت عراق پر آمادہ ہوئے۔ لیکن ہمت نہ ہارے اور کئی مدرسے قائم کیے جن میں سے دو مدرسے اب تک برقرار ہیں ایک مرزا محمد عباس خاں صاحب کی تائید سے جو مدرسۂ ناظمیہ کہلاتا ہے۔ اور جناب مرحوم نے اپنی زندگی ہی میں نجم العلماء کو دے دیا تھا، دوسرا وقف حسین آباد کی تائید سے ۱۸۹۴ء میں مدرسۂ سلطان المدارس کے نام سے یہ دونوں مدرسے اب تک جاری ہیں۔ آپ فقہ واصول کا درس اس اعلیٰ پیمانے پر دیتے تھے کہ نجف وکربلا کا لطف آتا تھا۔

۱۴؍رمضان ۱۳۱۲ھ کو دفعتاً کربلا کے چھٹے بلکہ آخری سفر کے لئے تیار ہوگئے، لوگوں نے بہت روکا مگر نہ رکے۔ جب مومنین نے ہم رکاب ہونے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ لکھنؤ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ بمبئی آجایئے۔

۲۴؍محرم ۱۳۱۳ھ چہار شنبہ علی الصباح کربلاء معلّٰی میں رحلت فرمائی۔ جناب باقر العلوم سید محمد باقر صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور درِ زینبیہ کے قریب مقبرہ کابلین حجرہ نواب صاحب میں دفن ہوگئے۔

جناب ابو صاحب کی وفات پر خطیبِ اعظم مولانا سبطِ حسن صاحب کا مرثیہ ہے:

هُوَجَبَلٌ مِنْ آلِ عَدْنَا نَ رَاسِيًا
فَاَمْسَتْ بِقَاعُ الْاَرْضِ اَرْجَفَهَا هَدُّهٗ
قَضٰى نَحْبَهٗ وَالدَّهْرَيَغْشَاهٗ صِيْتُه
وَلَمْ يُلْفِ بَحْرٌ فِىْ الْوَرٰى جُزْرَهٗ مُدَّهٗ
لَقَدْ كَانَ حَيًّا اٰيَةَاللّٰهِ فِى الْوَرٰى
وَفِىْ الْقَبْرَ اَمْسٰى مُصْحَفاً حَازَهٗ جِلْدُهٗ
تَحَرّٰى الْعِرَاقُ مِنْهُ سَيْفًامُهَنَّدًا
فَيَا حَبَّذَا سَيْفٌ، وَيَاحَبَّذَا غِمْدُهٗ
فَاَرّخْتُ عَاماً حَلَّ قَيْدَ ضَرِيْحِهٖ
بَكَتْهُ جُفُوْنُ الشَّرْعِ، نَاحَ لَهٗ مَجْدَهٗ
۳ ۱ ۳ ۱ ھ

اولاد: مولانا سید زین العابدین متوفی کربلا ۱۳۱۳ھ
مولانا سید محمد جعفر متوفی ۱۳۱۰ھ
باقر العلوم مولانا سید محمد باقر مجتہد متوفی کربلا ۱۳۴۶ھ
مولانا سید محمد ہادی صاحب متوفی کربلا ۱۳۵۷ھ

شاگرد: ثانی علم الہدیٰ سید علامہ مرتضیٰ ۔ محمد صادق صاحب کھجوی ۔ نجم العلماء نجم الحسن صاحب ، ظہیر العلماء سید عابد حسین بھیک پوری ۔ علامہ سبط حسین صاحب کربلائی اجتہادی ۔ سید محمد کاظم کشمیری ۔ سید مہدی حسن صاحب ۔ سید احفاد الحسن صاحب بہیرہ غازی پور ۔ سید محمد علی ۔ ان کے علاوہ بہت سے مشاہیر۔

تصانیف: شرح فصول تا بحث نبوت ۔ اربعین وشرح اربعین ۔ (درثمین) تعلیقات شرح اربعین شیخ بہائی ۔ حواشی شرح کبیر ۔ حواشی بر رسائل شیخ مرتضیٰؒ ۔ حواشی قوانین الاصول ۔ حواشی بعض مقامات فصول ۔ تعلیقات منہج الیقین علامہ حلیؒ ۔ رسالہ تحقیق مسئلہ نجاست ماء قلیل ۔ رسالہ تحقیق حکم تغیر تقدیری ۔ رسالہ حرمتِ نظر، برزنِ اجنبی ۔ رویت ہلال قبل از زوال ۔ رسالہ در حکم تخلل در بین الایجاب والقبول ۔ خیر الزاد، عقائد (عربی) ۔ تَرَاجِمُ عُلَمَاءِ الْكَامِلِيْنَ احوال مخصوص وایام ولادت و وفات ۔ رحیق مختوم حالات بحر العلوم ۔ نغمۃ الورقاء (مکاتیب عربیہ) ۔ غلالۃ الصافیہ فی حل لغز الکافیہ کی شرح مقدمہ ۔ شقائق الحقائق وحدائق الدقائق نکات وتحقیقات دربارۂ احادیث مشکلہ ۔ تقریب شرح تہذیب (النحو) تالیف ۱۲۸۰ھ



